از پروفیسر سید حبیب الحق ندوی
ڈربن یونیورسٹی۔ جنوبی افریقہ

اسلام اور مستشرقین

حرف آغاز ۔ اسلام، اسلامی تاریخ اور امت مسلمہ کی رہبری کا سرچشمہ چونکہ قرآن مجید یعنی کلام الٰہی رہا ہے اس لئے اسلام اور مستشرقین کے مطالعہ میں بھی اگر اسی مرجع و مصدر کی جانب رجوع کیا جائے تو زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ لفظ مستشرق کی لغوی ونحوی تفسیر وتحلیل کی جا سکتی ہے۔ اور باب استفعال سے خواص کی تعیین کرکے استشراق پر جرح و تعدیل بھی ممکن ہے۔ مگر راقم الحروف اس پورے مسئلہ کو نئے زاویہ سے حل کرنے کی تائید میں ہے۔ اور وہ قرآنی زاویہ ہے۔ اگر آج بھی قرآن کریم امت مسلمہ کی فکر کا نقطۂ آغاز اور منتہائے پرواز بن جائے جس طرح قرون اولیٰ کے مومنین با صفا اور مخلصین لہ الدین کا تھا تو نہ صرف سیاسی و سماجی، معاشی و ثقافتی میدانوں میں فتح و فیروزمندی کا غلغلہ مچ سکتا ہے بلکہ علوم و فنون اور سائنس میں بھی شادمانی و کامرانی کا مژدہ جاں فزا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ لا سکتا ہے۔ بعض احباب کو یہ تجویز عجیب معلوم ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ سوال بھی کر سکتے ہیں کہ "قرآن کریم اور مستشرقین کا باہمی ربط کیا ہے؟" اس کا مختصر سا جواب یہ ہے کہ باہمی ربط کے انکشاف کے بعد ہمارا سارا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اور آج جو خلفشار علمی دنیا میں مستشرقین نے مچا رکھا ہے یا ان کے شاگردان رشیدان مسلم اعتقادیوں نے برپا کر رکھا ہے اس کا علاج بھی ممکن ہے۔

اگر قرآن کریم اسلامی نظام حیات کا منشور ازلی ہے تو اسے اس مسئلہ کو حل کرنا چاہئے۔ قرآن میں امت مسلمہ کی ہدایت کے لئے بہت سے احکام نازل ہوئے۔ مسلم حکمرانوں اور دانشوروں نے جب ان احکام سے روگردانی کی خسارہ میں رہے۔ اور تاریخ اس پر شاہد ہے۔

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ امت مسلمہ کی حکومتوں کے لئے جو خارجی پالیسی قرآن نے متعین فرمائی تھی۔ وہ ہمیشہ برحق ثابت ہوئی اور آج تو اظہر من الشمس ہے۔ علم و دانش، ریسرچ و تحقیق کے میدان میں بھی یہی پالیسی اساسی و بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ مسلم حکمرانوں نے ان احکام الٰہیہ کو نظر انداز کیا اور اس کی سزا پائی۔ علم و دانش کے میدان میں بھی احکام الٰہیہ کی سرتابی کے نتائج مختلف نہیں ہو سکتے۔

اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ امت مسلمہ کو یہ فرمان دیا تھا۔

الف ۔ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰارٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَى اللهِ

یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے طریقہ پر نہ چلنے لگو

هُوَ الْهُدٰى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ

(بقرہ - ۱۲۰)

صاف کہدو کہ راستہ بس وہی ہے جو اللہ نے بتایا ہے ورنہ اگر اس علم کے بعد تمہارے پاس آچکا ہے تم نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مددگار تمہارے لئے نہیں ہے۔

ب - يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ٥

(مائدہ ۵۱)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ یہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اگر تم میں سے کوئی ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہے۔ یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مستشرق یا مستشرقین کون ہیں اور ان کی نسل کہاں سے چلی ہے؟ اس کا جواب بھی اظہر من الشمس ہے۔ مستشرقین روز اول سے آج تک یہود و نصاریٰ رہے ہیں۔ خواہ مشرق میں ہوں خواہ مغرب میں۔ آٹھویں صدی سے ۱۹۸۳ء تک مستشرقین کی تاریخ محض مذکورہ بالا آیت کریمہ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى کی تفسیر و تعبیر رہی ہے بلکہ چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ الٰہی آیات کی تعبیر رہی ہے سیاسی میدان ہو یا علم و دانش و ثقافت کا میدان، اسلام دشمنی مستشرقین کی پالیسی کا جزو اعظم رہا ہے۔ مسلم اعتذاری سکول کے فیاض ارکین خواہ کسی قدر مستشرقین کے کارناموں کی تحسین پیش کریں۔ ان کی تقصیرات کو دامن عفو میں جگہ دے کر ان کو صدارت کی کرسی پہ بٹھا کر انہیں ہار پہنائیں۔ مگر وہ لَنْ تَرْضٰى کے معنی میں تبدیلی پیدا نہیں کر سکتے۔ انہیں حق ہے کہ انہیں متفقین، متعصب اور غیر متعصب قرار دیں۔ مگر قرآن کے معنی پر تبدیلی کا انہیں حق نہیں جس کی وسعتوں میں ازلیت ہے اور ابدیت بھی۔ قرآن کریم کے دعوٰی کے اثبات کے لئے ہمیں چودہ سو سالہ تاریخ پر ایک طائرانہ نظر ڈالنی پڑے گی۔ اس کے بغیر معنی لَنْ تَرْضٰى کی تشریح ممکن ہی نہیں ہے۔

اسلام اور مستشرقین : ابتدائیہ

فرمان الٰہی یعنی اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ عقائد اسلامیہ کا نقطہ آغاز رہا ہے اور منتہائے پرواز بھی۔ یہ تحریک حضرت آدم سے شروع ہوئی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۵۷۰ - ۶۳۲ء) پر ختم ہوئی۔ ایک طرف تکمیل دین اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کا منشور جاری ہوا، دوسری طرف یہ اعلامیہ بھی جاری کر دیا گیا کہ اسلام کے علاوہ کوئی دین اللہ کے لئے مقبول نہیں۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ

اَلْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَ ھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ (آل عمران) نیز ہر مومن کا شعار ہے کہ من حیث المسلم اپنے خالق اور باری کے دربار میں واپس ہو۔ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران ۱۰۲) اسلام کی یہ داخلی اور خارجی پالیسی یہود و نصاریٰ کے لئے ہمیشہ ناقابل قبول رہی۔ اسی لئے وہ اسلام دشمنی پالیسی کے سربراہ رہے۔

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بعد سے خلفائے راشدین کے دور تک یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمن پالیسیاں اظہر من الشمس رہی ہیں۔ تاریخ اسلام کا ہر طالب علم ان سے واقف ہے۔ ان تفصیلات سے یہاں بحث نہیں کی جائے گی۔ یہ مقالہ یہود و نصاریٰ کے علمی و فکری، ذہنی و نفسیاتی رجحانات کی ایکسرے رپورٹ ہے جو ساتویں صدی عیسوی سے ۱۹۸۳ء تک علیٰ حالہ قائم ہے۔ نیز ان علمی روایات کی سراغ رسانی مقصود ہے جو یہود و نصاریٰ بالفاظ دیگر مستشرقین، اسکالرشپ، تالیفات و تصنیفات کا طرۂ امتیاز ہے۔

جدید مستشرقین کا نسب نامہ یا شجرۂ نسب جان آف دی دمشق (۷۰۰ یا ۷۴۹ء) سے جا ملتا ہے جس نے اسلام اور پیغمبر اسلام ؐ کے خلاف نفرت اور دشمنی کی تحریک کا آغاز کیا۔ اور تحریری مذاکرات کا منفیانہ دور شروع کیا۔ اور بزنطینی تاریخی روایات کا مصدر اول تسلیم کر لیا گیا۔

دمشقی جان نے ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت اسلام کے خلاف تحریک چلائی۔ اس نے اسلام کو دشمنی مذہب قرار دیا۔ اور کعبہ کو بُت (PAGAH) سے تعبیر کیا۔ چونکہ اسلام کی تمسیخ کے لئے آں حضرت صلعم کی سیرت شخصیت و دعوت کی تمسیخ ضروری تھی۔ اس لئے اس نے آپ کی حیات طیبہ اور سوانح پر حملہ شروع کیا۔ آپ کی نبوت کا انکار کر کے آپ کو دیومالائی قصوں کا ہیرو بنا دیا۔ داستان سازی کے اس سنعت خانہ میں آنحضرت ؐ کے بارے میں طرح طرح کے افسانے اور مضحکہ خیز دشمنی خرافات گھڑے گئے۔ یہی کہانیاں لاطینی یا بزنطینی تاریخ اور بعد میں چرچ کی اسلامی تاریخ کا حصہ بن گئیں۔ اور مستشرقین کی اسکالرشپ کا مصدر اصلی تھی۔ جان اور اس کے پیروؤں نے آنحضرت ؐ کو بے دین قرار دیا۔ نیز نبی کاذب کا خطاب دے کر اسلام کو ایک فاسد دین قرار دے دیا۔ اس نے آنحضرت ؐ پر الزام لگایا کہ آپ ؐ نے ایک پادری کی معیت میں بائبل کو مسخ کر کے اسلام نام کا ایک نیا مذہب ایجاد کیا۔ اسلام میں محمد ؐ کی پوجا کی جاتی ہے۔

جان وہ پہلا مسیحی مشرقی مستفری تھا جس نے آنحضرت ؐ کی مقدس شخصیت پر جنسی اتہامات کا طومار کھڑا کیا جو بعد میں مغربی اسکالرز کی تحقیق و ریسرچ کا دلچسپ موضوع بن گیا۔ اس نے زینب ؓ بنت جحش اور زید ؓ بن حارثہ کے واقعہ کو ایک افسانہ بنا دیا۔ یہی افسانے یورپ میں کلاسیکی موضوعات بن گئے۔ اور آج تک مستشرقین کے محبوب عناوین ہیں۔ ساتھ ہی جان نے تعدد ازدواج، طلاق اور اس قسم کے دیگر مسائل کو اچھالا جو اس کی کتاب DE HAERESIBUS کے آخری باب کے اہم موضوعات ہیں۔

آٹھویں صدی عیسوی میں جان کے پیروؤں نے ان ہی بنیادوں پر اسلام دشمن لٹریچر کا انبار کھڑا کر دیا۔ یہی منفیانہ لٹریچر مغربی اسکالرشپ کے لئے حوالہ جات کا کام دینے لگے۔ بلکہ مڈل ایجز (ازمنہ وسطیٰ) سے لے کر مغربی نشاۃ ثانیہ اور نشاۃ ثانیہ سے لے کر انتہائے بیسویں صدی تک مستشرقین کے لئے مصادر کا کام دیتے رہے۔
اسلام دشمن ادب کے اسی انبار میں ایک نامی گرامی رسالہ کا ذکر ہے۔ یہ رسالہ عبدالمسیح بن اسحاق الکندی کی طرف منسوب ہے۔ چونکہ اس کا اثر مستشرقین پر آج تک موجود ہے۔ اس لئے مغربی اسکالرز نے اس کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ انیسویں صدی میں ولیم اس کا عربی متن پروٹسٹنٹ مشنری سکول کے استعمال کے لئے ۱۸۸۰ء میں لندن سے شائع کیا گیا۔ ولیم میور نے اس کا تلخیصی ترجمہ زیر عنوان THE APOLOGY OF AL KINDI لندن سے ۱۸۸۷ء میں شائع کیا۔ یہ رسالہ مڈل ایجز میں رہنما اصول کا کام دیتا رہا۔ مختلف زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے۔ رسالہ کے مرکزی مضامین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار۔ قرآن کا مذاق (اسے خبط خیالات کا غیر مربوط مجموعہ قرار دینا) سیرت محمدیہ کو جنس اور جنگ سے ملوث کرنا اور دیگر خرافات شامل تھے۔ یہ رسالہ یورپ میں مڈل ایجز کی سکالرشپ کو غذا فراہم کرتا رہا۔ آج بھی رسالہ کا آسیب مستشرقین کے سر پر سوار ہے۔ یہی رسالہ بیزنطینی سولیغین کا مصدر بھی رہا بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ بیسویں صدی کی اسکالرشپ اپنی بھاری بھرکم تنقیدی اصطلاحات معروضی اور سائنسی جرح و تعدیل کے زبان درازانہ دعووں کے باوجود اس رسالہ کی گرفت سے ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکی ہے۔

آٹھویں صدی کے اواخر اور نویں صدی کے اوائل میں عروج اسلام پر تھیوسوفین (۷۵۸-۸۱۸ء) نے کرانکل لکھی۔ اس تاریخ THE CHRONICIES OF THEDSOPHANE THE CONFE-SSOR - کو اناسٹیس ANASTASIUS نے اپنی تاریخ چرچ کا حصہ بنا لیا۔ اور یہ دونوں کتب مستشرقین کے مصادر (SOUTEES OF TEFERENCE) بن گئے۔ کرانکل درحقیقت مڈل ایجز میں شائع شدہ خرافات کا مجموعہ ہے۔ اس کا سب سے دلچسپ حصہ وہ ہے جس میں آنحضرتؐ کی تعلیم سے بحث کی گئی ہے۔ مؤلف نے ثابت کیا ہے کہ محمدؐ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے اور ان کو اُمّی کہنا کذب ہے۔ اس کا بدیہی مقصد یہ تھا کہ اگر محمدؐ کو اعلیٰ تعلیم یافتہ ثابت کر دیا جائے تو منطقی طور پر یہ دعویٰ ثابت ہو جائے گا کہ انہوں نے یہودی اور عیسائی الہامی کتب کا بغور مطالعہ کیا۔ اور ان ہی معلومات کی مسخ شدہ صورت کا نام اسلام ہے۔ یہ کہانی اس لئے وضع کی گئی کہ اسلام کی اصلیت (یہودی الاصل یا عیسائی الاصل) (ORIGINS OF ISIAM) کو ثابت کیا جائے۔ آج مغربی امریکی جامعات (یونیورسٹیوں) کا محبوب ترین موضوع درس اصلیت اسلام ہے۔ جس میں ان ہی قدیم مضامین کی تجدید کی جاتی ہے اسی کرانکل میں آنحضرتؐ کے جنونی دورے (EPILEPTIC FITS) کی داستان بھی گھڑی گئی۔ اس قسم کے بے شمار افسانے مذکور ہیں جن کے اعادہ کی گنجائش نہیں۔

نویں صدی عیسوی میں شاہ بیسل (۸۶۷-۸۸۶ء) کی فرمائش اور حکم پر ایک بزنطینی مؤلف نے آنحضرتؐ

کے خلاف ایک کتاب (REFUTATIO MOHAMMAD) لکھی۔ جس میں آپ کو نبی کاذب کے علاوہ ابن ابلیس (العیاذ باللہ) بھی قرار دیا۔ قرآن کو کذب اور خرافاتی داستانوں کا مجموعہ قرار دے کر غیر الہامی ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اور اسلام کے اساسی عقیدہ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ کا شدید مذاق اڑایا۔ مسلمانوں پر الزام لگایا کہ وہ اصل خدا کی پرستش سے دور ہیں۔ اسلام چونکہ عیسیٰ بن مریم کے عقیدہ کا حامی ہے اور عیسیٰ ابن اللہ کی شدت کے ساتھ تردید کرتا ہے۔ اس لئے مؤلف کی نظر میں یہ مذہب اور اس کے پیامبر و داعی سب کاذب ہیں۔ دسویں اور گیارہویں صدیاں ان ہی انسانوں کی بازگشت ہے۔

مستشرقین کا جو گروہ اسپین کی سرزمین سے اٹھا، وہ ان ہی مصادر کا پروردہ تھا۔ اسلامی علوم و فنون تہذیب ثقافت کا سکہ تقریباً نوسو سالوں تک اندلس میں قائم رہا۔ مگر مستشرقین اسپین نے کبھی اس بات کی سعی نہیں کی کہ بزنطینی مصادر کے بجائے براہ راست اسپین کی اسلامی تہذیب کا مطالعہ کریں۔ انہوں نے کرانکل کے افسانوں پر اپنی اسکالرشپ کی بنیاد ڈالی۔

دو مثالیں کافی ہیں۔ قرطبہ کا پوپ (ST EULOGIUS) جو عرصہ دراز تک مسلم کلچر کا مطالعہ کرتا رہا۔ اپنی تالیف (LIBER APOLOGETICUS MAR LIRUM) کی بنیاد کرانکل اور لاطینی مسودات و مخطوطات پر رکھی، جس کا اعتراف خود بھی کیا ہے۔ اس نے آنحضرت ﷺ اور اسلام کے خلاف شدت نفرت کا مظاہرہ کیا ہے بلکہ حیوانی زبان تک استعمال کی ہے۔ یہ کتاب بھی دیو مالائی قصوں سے سجائی گئی ہے۔ کچھ افسانے تو خودساختہ ہیں اور کچھ کرانکل وغیرہ کے رہین منت ہیں۔ اسی طرح سان پیدڑو پاسکل (SAN PERDO PASCAL) نامی دوسرے اندلسی سکالر کی تالیف (SOBRE ELSETONNANOMETANA) کندی کے رسالہ کا چربہ ہے ان دونوں مؤلفین کے دلوں میں اسلام کے خلاف نفرت کا آوہ سلگ رہا تھا۔ ان کے خیال میں اسپین پر اسلامی حکومت عیسائیوں کے لئے عذاب الٰہی تھی۔ اسلام ان کی نظر میں عیسائیت کا بدترین جانی دشمن تھا۔ اس سلگتی آگ کو جرجح کی تواریخ نے مزید شعلہ بداماں بنادیا۔ چونکہ یہی کتب تالیفات و مصادر، عام قاری، علماء اور اسکالرز کے مراجع تھے۔ اس لئے نفرت و حسد کی آگ بھڑکتی ہی چلی گئی۔ ونسنٹ ڈی بیوس متوفی ۱۲۶۴ء نے ان تمام داستانوں کو اپنی تالیف (SPECCULAM HLSTORICALE) میں جمع کردیا۔ اور آنحضرت کو وثنی PAGAN ذلیل (LOW BORA) ثابت کیا۔ ان کا خیال ہے کہ آں حضرت نے تلوار کے زور سے طاقت حاصل کی اور وحی کے نام پر دھوکہ دے کر اس کو برقرار رکھا۔

<u>کارزار صلیب اور مستشرقین</u> | اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو نفرت پھیلائی گئی اس کا نقطہ عروج کارزار صلیب تھا۔ مسلمانوں اور اسلام کو مٹانے کے لئے صلیبی جنگیں تقریباً پانچ سو سالوں تک جاری رہیں۔ اور پانچ صدیوں میں وقفہ وقفہ سے یورپ کی مشترکہ عسکری قوت مسلم شرق اوسط پر زندگی کے لئے موت

اور آبادی کے سیئے ویرانی کے دیو کی طرح منڈلاتی رہی۔ ۱۰۹۹ء میں پہلی خون آشام جنگیں ہوئیں۔ دوسری صلیبی جنگ ۱۱۴۷ء میں لڑی گئی۔ اور تیسری معروف صلیبی جنگ سلطان صلاح الدین اور شاہ انگلستان رچرڈ کے درمیان ۱۱۸۹ء سے ۱۱۹۳ء تک جاری رہی۔ چوتھی صلیبی جنگ ۱۲۰۳ء، ۱۲۰۴ء کے درمیان لڑی گئی۔ اور ۱۲۱۷ء میں پانچویں صلیبی جنگ پیش آئی۔ چھٹی صلیبی جنگ کا واقعہ ۱۲۲۸ء میں پیش آیا۔ جب یہ تمام کاوشیں ناکام ہوگئیں تو مسلمانوں کی تاراجی کے لئے اہل صلیب نے منگول قوت کے ساتھ عسکری اتحاد ۱۲۴۹ء اور ۱۲۵۰ء کے درمیان قائم کیا۔ اسی اتحاد کا نتیجہ تھا کہ زوالِ بغداد کا واقعہ ۱۲۵۸ء میں پیش آیا۔ آٹھویں صلیبی جنگ ۱۲۷۱ء میں پیش آئی نویں صلیبی جنگ ۱۳۶۵ء اور آخری دسویں صلیبی جنگ ۱۴۶۴ء میں پیش آئی۔ ان صلیبی جنگوں اور خون آشامیوں کا تعلق مستشرقین سے بڑا گہرا ہے۔ کیونکہ پانچ صدیوں میں یورپ کے مفکرین، مؤلفین اور شعراء اسلام کے خلاف مسیحی جذبات کو گدگداتے، اسلام اور مسلمانوں کی تاراجی پر ابھارتے اور ان کے اندر شہادت کا جذبہ پیدا کر کے آمادۂ پیکار ہونے کی روح پھونکتے رہے۔ جنگ صلیبی پر اسٹیون رنسی مان STEVEN RUNCIMAN کی تین جلدیں قابلِ مطالعہ ہیں۔ ہلاکو کی زوجہ خاصہ (CHIEF WIFE) ایک عیسائی خاتون تھی۔ جو ہلاکو کی افواج کو مسلمانوں کی تاراجی پر ابھارتی رہی۔ بلکہ حملۂ بغداد کے موقعہ پر وہ خود ہلاکو کے ساتھ معرکہ میں شریک تھی۔ ہلاکو کا سب سے زیادہ معتمد علیہ کمانڈر (KUTABUGA) بھی نسطوری عیسائی تھا۔ اور بغداد کی مہم میں شریک تھا۔ جب بغداد برباد ہوا تو اسی ہزار افراد قتل کئے گئے (ملاحظہ ہو رنسی مان کی جلد دوم صفحات ۲۹۶ تا ۳۰۰ نیز ملاحظہ ہو راقم الحروف کی فلسطین اور بین الاقوامی سیاسیات باب چہارم ص ۷۶ تا ۲۸۸)

صلیبی جنگوں کی پانچ سو سالہ تاریخ (از ۱۰۹۹ء تا ۱۴۶۴ء) کے دوران یعنی گیارھویں صدی عیسوی سے پندرھویں صدی عیسوی تک مستشرقین نے اسلام کے خلاف جو لٹریچر پیدا کیا اس کا سرسری جائزہ لن توضیح ... کی تشریح کے لئے ضروری ہے۔

تمام صلیبی جنگوں میں یورپ کی مشترکہ عسکری قوت کا دیوالہ نکل گیا۔ اسی شکست فاش کی بنا پر اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف نفرت کی نئی لہر دوڑ گئی۔ نثری ادب کے ساتھ شعری ادب بھی پوری قوت کے ساتھ میدانِ مبارزۃ میں اتر آیا۔ شعراء نے اسلام کی تنقیص میں پوری قوت صرف کر دی۔ اس میں دانتے کا نام نامی قابلِ ذکر ہے جس کا ذکر آگے آئے گا۔

سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی تاریخ کی تمسیخ کی نئی تحریکیں چل پڑیں۔ ۱۱۴۱ء میں پیٹر PETER THE VENERABLE نے چند عربی کتب کے تراجم لاطینی زبان میں کرائے۔ رابرٹ (ROBERT) اور ہرمن (HERMAN) نامی مولفین نے چار عربی کتب کے تراجم کئے۔ جن پر پیٹر نے مقدمے لکھے۔ یہ مقدمے خرافات سے مزین تھے۔ رابرٹ نے قرآن کا ترجمہ کیا۔ اور پیٹر نے اس کی تردید کی۔ نیز یہ بھی ثابت کیا

کہ اسلامی عقائد و تعلیمات مضحکہ خیز ہیں۔ پیٹر کی تحریرات اور تالیفات نے یورپ میں اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف باقاعدہ محاذ آرائی کا دور شروع کیا۔ یہی تالیفات مستشرقین کے معصوم مصادر بنے رہے۔ اب اسلام کے خلاف محاذ آرائی میں لاطینی زبان کے علاوہ یورپ کی دیگر زبانیں بھی صف آرا ہوگئیں۔ نثر کے ساتھ نظم بھی صف آرا ہوئی۔ فرانسیسی اور لاطینی نظم نے بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا۔ یہاں پر چند امہات الکتب کا ذکر کافی ہوگا۔

والٹر (WALTER OF SENS) نے لاطینی زبان میں اور الیکزنڈر (ALEXANDER DUPONT) نے فرانسیسی زبان میں آنحضرت ﷺ کے خلاف دل کھول کر لکھا۔ ایک شعری مرثیہ گیارہ سو بیالیس اشعار پر مشتمل زیر عنوان (AVILA MUHAMITL) لکھا گیا اور اسے بارہویں صدی کے شاعر امبری کوف (EMBRICOOF MAINC) کے نام سے منسوب کر دیا گیا۔ اس میں آن حضرت صلعم کے خلاف نفرت کا امنڈتا ہوا ایک طوفان تھا۔ ہر قسم کے غلیظ القابات استعمال کئے گئے۔ بعضوں نے اسی مرثیہ کو ہالڈبرٹ (HILDOBERT OF TOURS) نامی شاعر متوفی ۱۱۳۳ء کی طرف منسوب کر دیا۔ یہ مرثیہ گویا آنحضرت کی سیرت کا شعری مجموعہ تھا۔ اسی قسم کی شعری سیرت زیر عنوان اوٹیوڈی محمد (OTIODE MACHOMET) جو ۱۰۹۰۔ اشعار پر مشتمل تھی۔

والٹر نے وسط بارہویں صدی میں لکھی جو پہلے مرثیہ کا نقش ثانی تھا۔ حروب صلیبیہ پر تالیفات کا زور ہوا۔ معروف مؤلف گلبرٹ (GUILBERT OF NOGENT) نے پہلی صلیب پر ایک کتاب زیر عنوان گیستا (GIESTA DEI DER FRAHCEO) لکھی اور ۱۱۱۲ء سے قبل ہی مکمل کر لیا۔ اس تالیف میں آنحضرت ﷺ کی سیرت پر ایک باب ہے جو از منہ وسطیٰ کے خرافات کا چربہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے نام تک کو مسخ کرنے کی سعی کی ہے۔ اور محمدؐ کے بجائے ماتھومس (MATHOMUS) لکھا ہے۔ اس میں راویوں کی زبانی داستانیں نقل کی گئی ہیں۔ سب سے دلچسپ افسانہ جو مؤلف نے درج کیا ہے وہ لائق سماعت

مذہب اسلام کے وجود کے سلسلہ میں مؤلف رقم طراز ہے کہ الکزنڈریا (ALEXANDRIA) کے پیٹریارک (PATRIARCH) کا الکشن ہونے والا تھا۔ اس انتخاب میں حصہ لینے والا امیدوار پادری اپنے انتخاب سے مایوس ہوگیا۔ تو اس نے چرچ کے خلاف انتقامی کارروائی کا منصوبہ تیار کیا۔ اس مقصد کی خاطر اس نے محمدؐ کے ساتھ سازباز کیا اور عیسائیت میں پھوٹ ڈالنے کے لئے محمدؐ کو زبردست تربیت دی اور آپ کی شادی ایک مالدار عورت خدیجہ سے کروا ڈالی۔ پادری مذکور نے محمدؐ کی حمایت کی اور ان کی نبوت کا اعلان کیا تاکہ مسیحیت پر ضرب کاری پڑ سکے۔ چنانچہ محمدؐ اس طرح نبی بن گئے۔ اور مذہب اسلام کی دعوت دینی شروع کر دی اس طرح مذہب مسیحیت میں تفرقہ پڑ گیا جو ہنوز باقی ہے۔

اس سے زیادہ دلچسپ داستان گڑھی گئی کہ محمدؐ خود پادری (CARDINAL) تھے اور پوپ کے مرتبہ پر ترقی پانے کے امیدوار تھے۔ مگر جب انہیں اس میں کامیابی نہ ہوئی تو وہ روم سے بھاگ کر عرب آ گئے اور وہاں نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

ایک روایت کے مطابق یروشلم کے بشپ سرگیس (SERGIUS) نے محمدؐ کو نبوت کے دعویٰ پر اکسایا اور ان کے لئے قرآن نامی کتاب لکھی۔

بارہویں صدی عیسوی کی خرافات نویسی میں دو ایسے مؤلفین ضرور نظر آتے ہیں جنہوں نے مستشرقین کی ڈگر سے ہٹ کر اپنی راہ متعین کرنی چاہی۔ مگر ان کی حیثیت آٹے میں نمک کی تھی۔ ولیم نامی مؤلف (WILLIAM OF MALMESBURY) نے اسلام اور وثنیت (PAGANISM) میں فرق پیدا کیا اور لکھا کہ اسلام چونکہ توحید کا دعویٰ کرتا ہے اس لئے وثنی نہیں ہو سکتا۔ ۱۱۴۰ء میں اس نے یہ بھی لکھا کہ مسلمان محمدؐ کو نہ تو خدا مانتے ہیں نہ ہی ان کی پوجا کرتے ہیں۔ اس کے برخلاف وہ محمدؐ کو خدا کا نبی تسلیم کرتے ہیں۔ دوسرا مؤلف الفونسو (ALFONSO) تھا جو اصلاً یہودی تھا۔ مگر ۱۱۵۶ء میں مصلحتاً عیسائیت قبول کر چکا تھا۔ عیسائیت اور یہودیت کی باہمی رقابت و تصادم محتاج تعارف نہیں۔ دو ہزار سالہ رقابت کے باوجود آج وہ قرآن کی تصدیق کے مطابق بعضہم اولیاء بعض ہیں۔ آج یہ حقیقت جس طرح عیاں ہے۔ شاید تاریخ کے کسی زمانہ میں اس طرح آشکار نہ تھی۔

الفونسو نے یہودیت اور عیسائیت کے درمیان ایک افہامی ڈائیلاگ لکھا جس میں اسلام کے متعلق بہتر خیالات کا اظہار کیا۔ شاید مسیحی دنیا کو جو یہودیوں کی جانی دشمن تھی غیرت دلانا مقصود ہو۔ تیرھویں صدی عیسوی سابقہ ڈگر پر چلتی رہی۔ ۱۲۷۱ء میں ولیم WILLIAM OF TRIPOLI نے آنحضرتؐ کی سوانح لکھی۔ تاکہ مشنری اپنی تبلیغ کے لئے استعمال کر سکیں۔ اس سوانح میں مؤلف خرافات کے علاوہ کچھ پیش نہ کر سکا۔ اس نے قرآن کریم کے بارے میں ایک دلچسپ افسانہ گھڑا۔ اس کے خیال میں قرآن مجید کی ترتیب و تالیف آنحضرتؐ کے وصال کے پندرہ سال بعد ہوئی۔ اس کی تدوین کا کام ایک کمیشن کے حوالہ کیا گیا تھا۔ چونکہ آنحضرتؐ کی تعلیمات میں کوئی نئی اور مفید بات اراکین کمیشن کو نظر نہیں آئی۔ لہذا انہوں نے خود ہی قرآن نامی کتاب کی تدوین کر ڈالی۔

یہ تمام خرافات لاطینی روایات کے اجزائے ترکیبی بنتے چلے گئے۔ مستشرقین نے آنحضرتؐ کی کامیابی کے دو اہم رازوں کا انکشاف کیا۔ ایک تو جادو تھا اور دوسرا عیاری تھا۔ مؤلفین نے اصرار کیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ نبوت کے انکار کے لئے یہ دلیل پیش کی گئی کہ آں حضرت نے خود اپنے آپ کو ایک عام آدمی قرار دیا ہے۔ اور کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔ لہذا وہ نبی نہیں ہو سکتے۔ (باقی)